احادیث نبویہ کی حجیّت وحفاظت

ضبط وحفظ کا اہتمام اور اس کا تسلسل ودوام

(مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(۸)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے جنوری ۱۹۵۹ء کا شمارہ)

صحابہ کرام وتابعین عظام کی کتابت احادیث | منکرین احادیث کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کو قلم بند کرنے سے منع کر دیا تھا اس لئے احادیث کی حفاظت جو تحریری صورت میں ہو سکتی تھی وہ نہ ہو سکی حالانکہ یہ لوگ حضرت ابوسعید خدری کی جس روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ روایت احادیث اجازت سے منسوخ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کرام کے سوال پر ان کو احادیث کے لکھنے کی اجازت دی ہے اور صحابہ کرام نے احادیث نبویہ کو قلم بند بھی کیا ہے۔ خلفائے راشدین کے علاوہ حضرت ابوہریرۃؓ۔ حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت رافع بن خدیج وغیرہ نے احادیث نبویہ کو قلم بند کیا ہے۔ آئندہ صفحات میں تفصیل سے ان حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام کے واقعات کتابت کو ہم نقل کریں گے۔ علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدریؓ سے جو روایت لاتکتبوا عنی شیئاً سوی القرآن آئی ہوئی ہے وہ موقوف ہے اور اجازت کتابت کی احادیث سب مرفوع ہیں پس حدیث مرفوع سے حدیث موقوف یوں بھی مدفوع ہو جائے گی حافظ سخاوی لکھتے ہیں۔ حدیث ابوسعید فی النھی ان الصواب وقفہ کما ذھب الیہ البخاری وغیرہٗ ؎۔ علاوہ ازیں اسی روایت میں حدثوا عنی بھی موجود ہے۔

؎ فتح المغیث صہ ۲۳۹

جس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی روایت کو منکرین حدیث اس جملہ کو ہمیشہ چھپاتے ہیں تاکہ بیان حدیث کی اجازت نہ ثابت ہو اور احادیث نبویہ کی جو اپنی اہمیت ہے وہ کسی کے سامنے نہ آسکے بہر حال کتابت رجیع روایت پر یہ حدیث منکرین حدیث کے لئے ہرگز مفید نہیں ہے کیونکہ کتابت حدیث کے لئے دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ اجازت کتابت پر وہ حدیث نبوی بھی دلیل ہے جو آپ نے مرض الموت میں فرمایا تھا

ائتونی بکتف الکتب لکم کتاباً لا تضلوا بعدہ ابداً[1] یعنی کوئی پٹھا لاؤ جس میں تمہارے لئے کچھ لکھ دوں کہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو

چونکہ کتابت حدیث کا یہ ارادہ بالکل آخری وقت کا ہے جس کے لئے کوئی دوسرا حکم ناسخ نہیں ہے اس لئے کتابت حدیث کی اجازت اس سے بھی ثابت ہوئی ؟

وجہ ممانعت کی توجیہ دیگر ائمہ حدیث کی طرح حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حدیث کے لکھنے کی جو ممانعت تھی اس کا تعلق قرآن کے ساتھ غیر قرآن کو شامل کر کے لکھنے سے ہے سخاوی کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں

او ان النھی خاص بکتابۃ غیر القرآن مع القرآن فی شیئ واحد لانھم کانوا یسمعون تاویلہ فربما کتبوہ معہ[2] یعنی قرآن کریم کے متن کے ساتھ ارشادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بطور تفسیر وتشریح آیات کے ہوتے تھے ان کے ساتھ ایک ہی سیاق میں نہ لکھا جاوے کیونکہ بعض صحابہ کرام ایسی احادیث کو جو آیت کی تفسیر وتشریح کے طور پر ہوتی تھیں انہیں آیات کے ساتھ مخلوط طریقہ سے لکھ لیتے تھے۔

تو اس قسم کے خلط ملط سے احادیث کے لکھنے کی ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی۔ لیکن یہ کہ احادیث مستقلاً علیحدہ کتابوں میں جمع کی جائیں اس کی ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (تفسیر آیات کو احادیث کے ساتھ کی بعض صحابہ کے لکھنے کی مثالیں تفسیر وحدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس قسم کی مخلوط عبارت جس میں آیت کریمہ وحدیث شریف میں مزج کامل ہو جائے اور التباس پیدا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منع کیا اور فاروق اعظم نے بھی ایسی کتاب کو قینچی سے کتر دیا

(۲) دوسری توجیہہ حافظ سخاوی نے یہ کی ہے کہ بوقت نزول قرآن بوجہ خوف التباس کتابت احادیث کی

[1] فتح المغیث ص ۲۳۷ [2] فتح المغیث ۲۳۸

ممانعت تھی تاکہ کوئی اشتباہ نہ ہو لیکن قرآن کے ساتھ التباس نہ ہونے کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت احادیث کی اجازت بھی دی ہے سخاوی لکھتے ہیں

والاذن ناسخ له عند الامن من الالتباس کما جنح الیہ ابن شاهین فان الاذن لابی شاه کان فی فتح مکة[1]

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ساتھ غیر قرآن لکھنے کی ممانعت صرف اس حالت میں کی تھی جب کہ اشتباہ واقع ہو جانے کی صورت ہو

چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شاہ کے لیئے حدیث اور دوسروں کو لکھ کر ان کے حوالے کرنے کی اجازت عطا فرمائی بلکہ اکتبوا لابی شاہ کہہ کر امر بھی فرمایا۔ ظاہر ہے کہ فتح مکہ پر نزول قرآن کا سلسلہ ختم نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ حجۃ الوداع تک بلکہ اس کے بعد وفات نبوی سے کچھ پیشتر زمانہ تک نزول قرآن کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو ابو شاہ کے لیئے احادیث لکھ کر دینے کا امر فرمایا اور بعض دیگر صحابہؓ کو بھی نزول قرآن کے زمانہ میں احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ احادیث نبویہ بزمانہ نزول قرآن لکھی جا سکتی تھیں۔ اور لکھی گئیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطمینان ہوا کہ اب قرآن کریم اور احادیث میں خلط ملط اور صورت التباس نہ پیدا ہوگی۔ پس یہ اذن صریح کتابت حدیث کی اجازت کے لیئے کافی وافی ہے

کتابتِ حدیث کا عموم ہم نے اس سے پہلے چند صحابہ کرام کے نام حضور کے احادیث کے قلم بند کرنے والوں کے سلسلہ میں لکھا ہے۔ لیکن ان چند حضرات کے ناموں کی بنا پر خیال نہ کیا جائے کہ بس یہی مخصوص حضرات لکھنے والے تھے۔ کیونکہ دوسرے صحابہ کرام بھی لکھتے تھے چنانچہ رافع بن خدیج کے بیان میں مذکور ہے کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ آپ کی زبان سے حدیثوں کو سنتے اور اس کو لکھ لیتے ہیں۔ فرمایا۔ اکتبوا ولا حرج[2]

اب دیکھئے حضرت رافع بن خدیج نے بھی فرمایا تھا نکتبها کہ ہم لوگ اس کو لکھ لیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بصیغہ امر اکتبوا یعنی لکھ لیا کرو" فرمایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ دیگر متعدد حضرات بھی حدیثوں کو لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے ایک واقعہ میں نحن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکتب میں صیغہ

---

[1] فتح المغیث صفحہ ۲۳۸ [2] مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۱/۱

جمع وار رہے۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک جماعت احادیث نبویہ کو قلم بند کیا کرتی تھی۔[1]

اسی طرح مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے متعدد صحابہ کرامؓ کے حدیث لکھتے رہنے کا حال خوب واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں متعدد صحابہ حاضر تھے اور میں خود بھی موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ اس حدیث وعید شدید کو سن کر مجھے تحدیث روایت میں بڑا خطرہ محسوس ہوا۔ لیکن دوسرے اصحاب کرام کو دیکھا کہ وہ لوگ بدستور مذاکرۂ حدیث میں مشغول ہیں میں نے ازراہ تعجب اپنے رفقاء سے کہا کہ آپ لوگ اس وعید کے بعد بھی احادیث بیان کر رہے ہیں۔ تو وہ رفقاء مجھ سے ہنسکر کہنے لگے

اِنَّ کُلَّ مَا سَمِعْنَا مِنْہُ عِنْدَنَا فِی کِتَابٍ[2]　　یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ حدیث میں ہم سے غلطی اس لئے نہیں ہوسکتی کہ ہم لوگ جو کچھ سنتے ہیں اس کو فوراً اپنے بیاض میں درج کر لیتے ہیں اس طرح ہمارے پاس ایک کتاب محفوظ ہوگئی ہے۔

محدث ابن شاہین اکتبوا لابی شاہ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں کاتبین حدیث کی ایک جماعت تھی[3] امام حاکم لکھتے ہیں یرجع عہد تدوین الحدیث الی عصر الصحابۃ فقد کان منہم عدۃ اشخاص یکتبون[4]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ متعدد صحابہ کرام احادیث کے جمع و تدوین اور تحریر و کتابت میں مشغول تھے۔ حافظ ابن حجر صحابہ کرام کے نقل احادیث کے متعلق لکھتے ہیں اِمْتَثَلَ اَصْحَابُہٗ اَمْرَہٗ وَنَقَلُوْا اَقْوَالَہٗ وَاَفْعَالَہٗ[5] یعنی صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کتابت کا امتثال و اتباع کیا اور آپ کے تمام قولی و فعلی (و تقریری) حدیثوں کو قلم بند کیا۔ علامہ ابن عبدالبر

---

[1] سنن دارمی صفحہ ۶۵ [2] مجمع الزوائد جلد اول صفحہ ۱۶۰ [3] فتح المغیث صفحہ ۲۳۸ [4] معرفۃ علوم الحدیث۔
[5] لسان المیزان جلد اول صفحہ ۳

نے بھی لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو یاد بھی رکھا اور اس کو نقل بھی کیا۔[1]

کتابت حدیث میں اہتمام اور احادیث کے چند مجموعے۔ بعض صحابہ کرام نے احادیث نبویہ کو خود قلم بند فرمایا جیساکہ آگے اس کا بیان آرہا ہے لیکن جو صحابہ کرام کاتب نہ تھے۔ دوسروں سے لکھوا کر ذخیرہ اپنے پاس رکھتے تھے۔

(۱) چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ خود نہیں لکھتے تھے کیونکہ لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ لیکن اپنی احادیث کو دوسروں سے لکھوا کر حدیث کا ایک ذخیرہ اور کتاب اپنے پاس رکھتے تھے۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی روایت کردہ حدیثوں کو کتابی شکل میں لے آئے تھے۔ اب چونکہ ان کی روایات پانچ ہزار تین سو چوہتر ہیں[3] اس لئے تقریباً ان کی پانچ ہزار سے اوپر حدیثیں لکھی ہوئی ثابت ہوئیں۔

(۲) اسی طرح عہد نبوی ہی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص حدیثوں کو لکھا کرتے تھے۔ بنابریں ان کے پاس بھی حدیثوں کا ایک مجموعہ ثابت ہوا جیساکہ حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔ کتب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علماً کثیراً اوکان یعترف لہ ابوھریرۃ بالاکثار من العلم[4] یعنی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثوں کو قلم بند کر لیا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ ان کے کثرتِ حدیث کا اعتراف بھی کرتے تھے۔[5]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی لکھی ہوئی حدیثوں کی تعداد حضرت ابوہریرہؓ کی حدیثوں سے زیادہ تھی۔ چونکہ حضرت ابوہریرہ کی حدیثیں پانچ ہزار تین سو چوہتر ہیں اس لئے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کی لکھی ہوئی حدیثوں کی تعداد اس سے کچھ زیادہ ہی تھی۔

(۳) اسی طرح حضرت انسؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو لکھ کر ایک کتاب میں جمع کیا تھا اور ان حدیثوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اصلاح و تصحیح کے لئے پیش کر چکے تھے۔[6]

اب چونکہ حضرت انسؓ کی جمیع روایات دو ہزار دو سو چھیاسی ہیں۔[7] اس لئے معلوم ہوا کہ ان

[1] خطبہ استیعاب جلد اول ص۴ [2] فتح الباری ۔ جلد اول ص۱۸۴ و جامع بیان العلم ص۲ [3] فتح المغیث ص۲۷۹ [4] تذکرہ جلد اول ص۳۹ [5] و کذا فی الاستیعاب جلد اول ص۳۷ [6] فتح المغیث ص۲۳۷ و مستدرک ص۵۷۴ ج۳ [7] تلقیح فہوم اہل الاثر ص۱۸۴

کی حدیثیں بھی باضابطہ تحریر میں آگئی تھیں اور دو ہزار دو چھیاسی حدیثوں کا ایک مجموعہ قلم بند موجود تھا حضرت انسؓ نے اپنی کثیر التعداد اولاد سے بھی حدیثوں کو قلم بند کرنے کا حکم دیا تھا۔[1]

ان سب سے معلوم ہوا کہ آپ کی حدیثیں بھی اس طرح ضابطۂ تحریر میں آگئی تھیں۔

(۴) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیثوں کا مجموعہ بھی کتابی شکل میں تیار ہو چکا تھا۔ امام ترمذی نے لکھا ہے ان نفراً قدموا علی ابن عباس من اھل الطائف بکتب من کتبہ فجعل یقرء علیھم[2] یعنی طائف کے کچھ لوگ حضرت ابن عباسؓ کی کتابوں کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کی قرأت بھی کی اس سے بھی معلوم ہوا کہ ان کی حدیثوں نے کتابی قالب اختیار کر لیا تھا۔ مگر یہ کہ اس میں کس قدر حدیثیں تھیں یہ اس تصریح سے معلوم ہوگا جو حافظ سخاوی وغیرہ نے کی ہے۔ ان کی روایتوں کے متعلق لکھا ہے کہ ایک ہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں ان سے مروی ہیں۔[3]

اس لئے معلوم ہوا کہ ان کی کتاب میں تقریباً اسی قدر احادیث جمع ہو گئی تھیں۔

(۵) اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ نے بھی احادیث نبویہ کو قلم بند فرمایا تھا۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک رسالہ آپ کا مسائل حج پر تھا[4] اور اسی طرح ایک اور مجموعہ حدیث صحیفۂ جابر کے نام سے شہرت رکھتا تھا۔[5]

اب چونکہ آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس حدیثیں مروی ہیں[6]۔ اس لئے نتیجۃً معلوم ہوا کہ ایک ہزار سے اوپر احادیث ضابطۂ تحریر میں آکر کتابی شکل اختیار کر چکی تھیں۔

اعلام۔ ان تمام مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں صحابۂ کرام کے متعدد صحائف و کتب حدیث ثابت ہوئے۔ اب منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ عہد صحابہ میں احادیث کا کوئی مجموعہ نہ تھا۔ سراسر افتراء و مغالطہ ہے کیونکہ عہد نبوت اور عہد صحابہ میں کم از کم دس پندرہ ہزار حدیثوں کا ذخیرہ مختلف صحابہ کرام کے صحائف اور کتابوں میں یقیناً جمع تھا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس عہد میں ابواب اور فصول اور مختلف عنوانات کے تحت احادیث کی تدوین کا نظم نہ تھا اور آج کے دور میں تصنیف کی جو خصوصیات و لوازمات

---

[1] جامع بیان العلم ص۷۳ [2] ترمذی کتاب العلل ص۲۴۵ [3] فتح المغیث ص۳۷۹ [4] تذکرہ اول ص۴۱ [5] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۱۲ [6] فتح المغیث ص۳۷۹

سمجھی جاتی ہیں۔ حدیث کے ان قدیم ترین مجموعات و صحائف میں ان کا التزام نہ تھا۔ تدوین اور تصنیف امام زہری کے وقت سے شروع ہوا۔ جیساکہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ زہری مدون اول ہیں اس کے بعد بکثرت مدونات تیار ہوئے ثُمَّ کَثُرَ التدوین والتصنیف و حصل بذالک خیر کثیر[1]

(۶) اسی طرح حضرت براء بن عازبؓ خود نہ لکھتے تھے لیکن اپنی احادیث کو لکھواتے چنانچہ ان کے مجلس املاء کے متعلق عبد اللہ بن حنش کا بیان ہے کہ میں حضرت براء بن عازبؓ کی مجلس میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ احادیث کو سن کر قلم بند کیا کرتے تھے[2]

(۷) اسی طرح حضرت واثلہؓ اپنے تلامذہ و رفقاء کو احادیث لکھوایا کرتے تھے، سخاوی لکھتے ہیں واملی واثلة الاحادیث علی الناس وھم یکتبونھا[3]۔ یعنی حضرت واثلہ اپنی احادیث لوگوں کو لکھا کر دیا کرتے ---- اور لوگ ان کی حدیثوں کو بیٹھے ہوئے نقل کیا کرتے تھے

ان چند مثالوں سے یہ بآسانی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کہ متعدد صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ و تابعین احادیث کی جمع و تدوین اور تحریر و کتابت میں مشغول تھے اور جو حضرات خود نہیں لکھ سکتے وہ دوسرے تلامذہ و رفقاء کو املا کرا دیتے اور اپنے پاس صحیفۂ احادیث کو لکھوا کر محفوظ رکھتے اور ان کی تبلیغ و تعلیم میں عملی اہتمام فرماتے غرض صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ حدیث نے حدیثوں کو زبانی یاد رکھنے، سینہ میں محفوظ رکھنے کے ساتھ قلم بند بھی فرمالیا گویا کتابت حدیث پر اجماع امت سلفاً عن خلف حاصل ہے۔

کتابتِ حدیث پر اجماع ائمہ حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں وبالجملة فالذی استقر الامر علیه الاجماع علی الاستحباب بل قال شیخنا انه لا یبعد وجوبه علی من خشی النسیان ونحوه قول الذھبی انه تعین فی المائة الثالثة[4]

یعنی اس امر پر اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ کتابت حدیث مستحب بلکہ واجب ہے اور امام ذہبیؒ کا قول ہے کہ تیسری صدی ہجری میں یہ قول متعین ہے۔

[1] فتح الباری جلد اول ص ۱۰۶ و فتح المغیث ص ۲۳۹ [2] سنن دارمی ص ۶۹ [3] فتح المغیث ص ۳۱۴
[4] فتح المغیث ص ۲۳۹۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ، یحییٰ بن معین، عبد اللہ بن مبارک، قاضی عیاض، خطیب بغدادی وغیرہ کا کہنا ہے کہ احادیث کا قلم بند کرنا ضروری ہے۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے لولا الکتاب ما حفظنا یعنی اگر حدیثوں کو بصورتِ کتاب نہ لکھا گیا ہوتا تو ہم ان کو محفوظ نہ رکھ سکتے۔ امام شافعی کا مقولہ ہے کہ علم حدیث محفوظ نہ ہو سکتا اگر کتابوں میں ان کو نہ لکھا گیا ہوتا اور ان پر قلم کی نگرانی نہ ہوتی[1]

عہدِ تابعین و تبع تابعین میں احادیث کی کتابت اور اہتمام جمع و تدوین جس طرح صحابہ کرام نے احادیث کو یاد بھی رکھا اور قلم بند بھی کیا اور تلامذہ کو بھی ضبط و حفظ و تحریر و کتابت کے لئے تاکید فرمائی اسی طرح ان صحابہ کے تلامذہ "تابعین" اور تابعین کے تلامذہ تبع تابعین نے خود بھی احادیث شریفہ کو یاد کیا اور سینہ کے علاوہ سفینہ و صحیفہ میں بھی قلم بند کیا بطور مثال مشتے نمونہ از خروارے چند اسماء ملاحظہ کیجئے۔

(۱) **حضرت قتادہؒ** ۔ مشہور تابعی ہیں بڑے قوی الحافظہ امام ہیں جو کچھ آپ نے صحابہ کرام اور دوسرے معاصرین سے حاصل کیا اس کو خوب یاد رکھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ جو چیز میرے کان میں پڑ جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے[2] علامہ ذہبی نے صراحت کر دی ہے کہ حضرت قتادہ دو ہزار احادیث کے حافظ تھے[3]

۲۔ **امام شعبیؒ** ۔ مشہور تابعی ہیں انہوں نے جو کچھ صحابہ کرام سے احادیث نبویہ کے سلسلے میں سناسب کو اپنے سینہ میں اس طرح محفوظ کر لیا کہ ان کو کبھی نہ بھولے[4]

(۳) **امام شعبہؒ** ۔ بڑے قوی الحافظ محدث ہیں۔ حفظ و اتقان میں بڑے پایہ کے امام ہیں[5] یہ دس ہزار احادیث کے (باختلاف طرق) حافظ تھے[6]

(۴) **امام زہریؒ** ۔ مشہور مدونِ حدیث قوی الحافظہ امام ہیں خود ان کا بیان ہے کہ میں نے جس حدیث کو بھی کسی محدث سے سنا وہ ہمیشہ کے لئے مجھے محفوظ ہو گئی۔ نہ کبھی مجھے اس میں شک ہوا نہ کبھی استاد سے دوبارہ سوال کی ضرورت پیش آئی[7] دو ہزار دو سو حدیثوں کے آپ حافظ تھے جو ایسے قوی الحافظہ کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں[8]

---

[1] فتح المغیث ص۲۳۸ [2] جامع ترمذی کتاب العلل ص۲۴۴ [3] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۰۸ [4] ایضاً ص۹۷ [5] فتح المغیث ص۲۸ [6] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۹۲ [7] ایضاً ص۱۰۴ [8] ایضاً ص۱۰۳۔

(۵)۔ **ابن جریج** :۔ احادیث نبویہ کے ضابط و مصنف ہیں۔[۱]

محدثین کا اہتمام | (۱) **امام مالک** :۔ ضبط حدیث اور تدوین حدیث میں مشہور بین الانام امام ہیں امام ترمذی لکھتے ہیں کہ اس قدر احتیاط و صحت کے ساتھ احادیث کو محفوظ فرماتے کہ ب اور ت کا فرق نہ ہونے پاتا[۲] آپ کی کتاب موطا مشہور عالم کتاب ہے۔ امام مالکؒ، امام نافعؒ، امام زہری جیسے کبار حفاظ کے شاگرد ہیں۔ موطا میں پانچ اور چھ سو کے درمیان حدیثیں ہیں[۳] لیکن اس کے طرق کثیر کے حافظ تھے[۴]

(۲) **عبد اللہ بن مبارک** ۔ احادیث نبویہ کے حافظ بھی تھے اور کتاب بھی قلم بند رکھتے تھے[۵] آپ عبد الرحمان بن مہدی، یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل وغیرہ آئمہ کبار کے شیخ ہیں۔ بیس ہزار حدیثوں کے باختلاف طرق آپ حافظ تھے[۶]

(۳) **امام وکیع** :۔ مشہور حافظ الحدیث محدث عراق و صاحب کتاب ہیں[۷]

(۴) **عبد الرحمان بن مہدی** ۔ احادیث نبویہ کے بڑے عالم و زبردست حافظ تھے اور کتابوں میں قلم بند بھی رکھتے تھے[۸] باختلاف طرق بیس ہزار احادیث کے حافظ تھے۔[۹]

(۵) **سفیان ثوریؒ** ۔ بڑے قوی الحافظہ امام سید الحفاظ محدث کبیر الشان ہیں اور احادیث کو قلم بند بھی رکھتے تھے۔ دوسرے نشیوں سے لکھواتے[۱۰] فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ اپنے سینہ میں رکھ لیا سینہ نے اس میں کبھی خیانت نہیں کی۔[۱۱] باختلاف طرق تیس ہزار احادیث کے حافظ تھے[۱۲]

(۶) **عیسٰی بن یونس** ۔ حافظ الحدیث اور صاحب کتاب ہیں بڑے قوی الحافظہ امام ہیں[۱۳]

(۷) **علی بن مدینی** ۔ جلیل الشان امام جبل الحفظ ہیں۔ امام العلل اور کتب حدیث کے عظیم مصنف ہیں[۱۴]

(۸) **امام ابوزرعہ** ۔ چھ لاکھ احادیث کے حافظ ہیں۔ اسانید و طرق پر معرفت تامہ اور وسعت نظر

---

[۱] تذکرہ جلد اول صـ۱۰۶ [۲] جامع ترمذی کتاب العلل صـ۲۴۴ [۳] مسوی شرح موطا صـ۱ [۴] حوالہ مذکور [۵] تذکرہ جلد اول صـ۲۵۵ [۶] تذکرہ جلد اول صـ۲۵۴ [۷] ایضاً صـ۲۸۳ [۸] تذکرہ جلد اول صـ۳۰۲ [۹] ایضاً صـ۳۰۲ [۱۰] فتح المغیث صـ۲۵۳ [۱۱] تذکرۃ الحفاظ جلد اول صـ۱۹۱ [۱۲] ایضاً صـ۱۹۱ [۱۳] تذکرہ جلد اول صـ۲۵۹ [۱۴] تذکرہ جلد ۲ صـ۱۰۔

حاصل ہے۔ کتب حدیث آپ کے پاس دفتر کی دفتر تھیں[۱]

(۹) **یحییٰ بن معین**:۔ شہرہ آفاق محدث سید الحفاظ اور دس لاکھ احادیث کے باختلاف طرق مصنف ہیں جرح تعدیل روایت کے امام ہیں[۲]

(۱۰) **احمد بن فرات**:۔ احادیث نبویہ کے حافظ اور جامع محدث ہیں سترہ سو شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ اور پانچ لاکھ احادیث کو باختلاف طرق و اسانید قلم بند کیا[۳]

(۱۱) **امام احمد بن حنبلؒ**:۔ آپ کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہے احادیث نبویہ کے عالم وزبردست حافظ ہیں ساڑھے سات لاکھ احادیث سے ایک انتخاب مسند احمد کے نام سے دنیائے اسلام میں دائمی قبول حاصل کرچکا ہے بقول محدث ابوزرعہ آپ دس لاکھ احادیث کے باختلاف طرق حافظ ہیں[۴]

(۱۲) **حافظ اسمٰعیل بن ادریسؒ**: مشہور حافظ الحدیث امام بخاریؒ کے شیخ اور جلیل المراتب مصنف ہیں[۵]

(۱۳) **امام محمد بن اسمٰعیل بخاری**:۔ آپ کے حفظ حدیث اور تصنیف صحیح پہ غلغلہ تحسین سارے عالم میں بلند ہے[۶] آپ نے صحیح بخاری کو چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب فرمایا ہے میری مراد یہ ہے کہ طرق کثیرہ سے صحیح بخاری کا انتخاب فرمایا آپکے کمال حافظہ و تصنیف صحیح بخاری سے متعلق ایک مستقل رسالہ خاکسار نے علیحدہ لکھا ہے

(۱۴) **امام مسلم**:۔ صحت حفظ، صحت کتاب وجودت انتخاب میں آپ کی ذات آسمان شہرت پر ہے صحت الفاظ وحسن ترتیب میں صحیح مسلم آپ کی بے مثال تصنیف ہے ع

سَبُوحٌ لَهَا مِنْهَا عَلَيْهَا شَوَاهِدُ

(۱۵) **محدث ابن خزیمہؒ**:۔ مشہور امام صحیح ابن خزیمہ کے مصنف جامع ہیں آپ کے کمال حافظہ کے متعلق ذہبی نے لکھا ہے ان کو تمام احادیث فقہ از بر تھیں اور وہ ان کو اس طرح یاد کرتے تھے جس طرح قاری سورتوں کو یاد کرتا ہے[۷]

(۱۶) **امام دارقطنی** جرح و تعدیل کے امام مشہور حافظ الحدیث عظیم مصنف ہیں آپ کے حفظ کا کمال تھا کہ شیخ سے سماع حدیث کے ساتھ ساتھ لکھتے بھی جاتے تھے۔ ساتھیوں نے اعتراض کیا لایصح سماعک

---

[۱] تہذیب التہذیب لابن حجر جلد سابع ص۲۳ [۲] تذکرۃ الحفاظ جلد ثانی ص۱۱ [۳] تذکرہ جلد ثانی ص۱۱۳ [۴] تذکرہ جلد ثانی ص۲۱۷، خصائص مسند ص۱۶۴ وظفر الامانی ص۳ [۵] مقدمہ فتح الباری [۶] مقدمہ فتح الباری ص۵۴۸ ارشاد الساری، العینی وغیرہ ملاحظہ ہو [۷] تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۲۰۹

کہہا اس طرح سننا درست نہیں ہے دار قطنی نے فرمایا میرا لکھنا سماع حفظ سے مانع نہیں ہے یہ کہہ کر بیان کر دہ حدیثوں کی سند و متن کو اس ترتیب سے بیان کر دیا جس طرح شیخ نے حدیث اول حدیث الثانی کر کے بیان کیا تھا[۱] ان چند مثالوں کو سامنے رکھئے اس سے واضح طور پر معلوم ہو گا کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ حدیث میں احادیث کے ضبط و حفظ کا اور صحائف و دفاتر میں قلم بند کرنے کا رواج موجود تھا تفصیلی حالات کو آپ مطالعہ فرمائیں گے لیکن بہر حال جو کچھ ان ائمہ نے اپنے شیوخ سے حاصل کیا اس میں غایت درجہ احتیاط برتا اور ان کو ہر طرح سے محفوظ کر لیا

افادہ | سات لاکھ یا دس لاکھ حدیثوں سے نفس متن حدیث مراد نہیں، بلکہ اس کے طرق مراد ہیں کیونکہ ایک حدیث مختلف طرق و متعدد اسناد کی وجہ سے محدثین کی اصطلاح میں کئی حدیثیں بن جاتی ہیں مثلاً انما الاعمال بالنیات ایک ہی حدیث ہے لیکن مختلف سندوں سے مروی ہونے کے سبب یہ ایک حدیث اصطلاحاً کئی سو حدیثیں کہلا سکتی ہے

ایسی صورت میں یاد کرنا تو حدیث واحد کا ہوا لیکن سند میں کسی ایک راوی کے بڑھ جانے سے وہی حدیث دو حدیثیں بن گئیں وہکذا اس طریقہ سے جملہ حدیثوں کی تعداد بہ حیثیت مجموعی لاکھوں تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ وضاحت چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ عبد الرحمان بن علی ابن الجوزی (۵۹۷ھ) نے اپنی بے نظیر کتاب صید الخاطر (ص ۲۰۱ —— ۲۰۳ طبع مصر) میں کی ہے اور حافظ ابن الجوزی ہی کی ایک تحریر کے حوالے سے مولانا عبد الحی صاحبؒ لکھنوی نے یہ بات ظفر الامانی (ص۳۰) میں ذکر کی ہے اور حافظ ابن الجوزی ہی کی یہ تحقیق ہے یہی صحیح اور واقعی، ورنہ تمام حدیثیں صحیح، حسن، ضعیف، منکر وغیرہ مل کر یہی تینس تیس ۳۳ ہزار سے زائد ان کی تعداد نہیں ہے۔ بنا بریں آئمہ حدیث کے متعلق کئی کئی لاکھ حدیثوں کے حافظ ہونے کا جو ذکر تذکروں کی کتابوں میں آتا ہے وہ طرق کثیرہ کے اعتبار سے ہے۔

(باقی)

---

[۱] (مقدمہ ابن الصلاح ص۶۷)